سوال: جناب پروفیسر صاحب اسلامک انٹرنیشنل یونیورسٹی اسلام آباد

جناب عالی:

یہ کہ شہر گجر خان سے آگے ہمارا دیہات گاؤں ملالہ ہے۔

یہ کہ آج سے 200-150 سال پہلے ہمارے جو پہلے 3-2 نسلیں گزریں ہیں ان کی نشاندہی کے مطابق یہ جگہ قبرستان کے لیے وقف کی گئی تھی اور اب تک کاغذات کی حد تک قبرستان ہی رجسٹرڈ ہے۔ یہ کہ یہ جگہ بنجر تھی اور یہ قبرستان کی جگہ پر 3-2 فٹ کی کھدائی کی گئی لیکن وہاں پر کسی قسم کی کوئی ہڈیاں یا قبروں کی نشاندہی نہ ہوئی ہے اور وہاں سے بس پرانے دور کے مٹکے وغیرہ کے علاوہ کچھ نہ نکلا۔ اور پہلے کی نسلوں کے کہنے سننے کے مطابق ان کے وقت اور ان سے پہلے کے وقت میں وہاں پر کوئی قبر وغیرہ بناتے نہیں دیکھی گئی۔ جبکہ ہمارا ایک قبرستان اتنا ہی پرانا ہے جہاں ابھی بھی قبریں ہو رہی ہیں، جو دیہات کے لوگ ہیں وہ اس جگہ پر اپنے مال مویشی باندھتے ہیں اور دیہات کے کچھ لوگ اس جگہ پر فصلوں کی جھڑائی وغیرہ کرتے ہیں۔ لہٰذا ہم نے اس جگہ کو جنازہ گاہ بنانے کے لئیے ارادہ کیا ہے لیکن دیہات کے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہاں پر جنازہ گاہ بنانا جائز نہیں ہے۔

جناب برائے مہربانی حالات وواقعات کو مد نظر رکھتے ہوئے آپ اپنے علماء کے لحاظ سے اسلامی احکامات کی روشنی کو مد نظر رکھتے ہوئے فتویٰ دیں کہ کیا اس جگہ جنازہ گاہ بنانا جائز ہے یا نہیں جناب کے فتویٰ سے اس معاملے کا بہتر حل نکل سکتا ہے۔

الخدمت ویلفیئر ملالہ

بذریعہ: چوہدری امجد محمود ولد محمد ایوب

جواب: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الامین وبعد

مذکورہ بالا صورت میں جس جگہ سے متعلق سوال کیا گیا ہے اگر واقعی وہاں 150 سال سے کسی میت کو دفن نہیں کیا گیا اور یہ جگہ وقف رجسٹرڈ ہے تو اس کا حکم وقف کا ہی ہے، وقف قبرستان میں جب تک ضرورت باقی ہو اس وقت تک دوسرے مقاصد کے لیے استعمال کرنا جائز نہیں ہے، اب اگر قبروں کے نشانات باقی نہیں رہے اور اہل علاقہ کی ضرورت کے لیے متبادل قبرستان بھی موجود ہے تو اسے اہل علاقہ کی باہمی مشاورت سے اسے جنازگاہ میں تبدیل کی جاسکتا ہے کیوں کہ ایک وقف کو دوسرے وقف میں تبدیل کیا جاسکتا ہے جب کہ پہلے وقف کی ضرورت باقی نہ رہے۔

علامہ عینی لکھتے ہیں:

فَإِن قلت: هَل يجوز أَن تبنى على قُبُور الْمُسلمين؟ قلت: قَالَ ابْن الْقَاسِم: لَو أَن مَقْبرَة من مَقَابِر الْمُسلمين عفت فَبنى قوم عَلَيْهَا مَسْجِدا لم أر بذلك بَأْسا، وَذَلِكَ لِأَن الْمَقَابِر وقف من أوقاف الْمُسلمين لدفن موتاهم لَا يجوز لأحد أَن يملكهَا، فَإِذا درست وَاسْتغْنى عَن الدّفن فِيهَا جَازَ صرفهَا إِلَى الْمَسْجِد، لِأَن الْمَسْجِد أَيْضا وقف من أوقاف الْمُسلمين لَا يجوز تملكه لأحد۔ (عمدة القاري شرح صحيح البخاري،باب الصلاة في مرابض الغنم ، جلد4، صفحہ179)

فتاوی شامی میں ہے:

اذابلی المیت وصار ترابایجوز زرعه والبناء علیه(حاشیۃابن عابدین، کتاب الصلاۃ، جلد3، صفحہ184)

کتبہ: مفتی وصی الرحمن
رفیق دارالافتاء مرکزتعلیم وتحقیق اسلام آباد

دستخط: رئیس دارالافتاء
مولاناڈاکٹر حبیب الرحمن